ISSN Online: 3006-4708
SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES ISSN Print: 3006-4694
https://policyjournalofms.com

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی ہمہ جہت اصلاحی خدمات اور اسلامی تہذیب و تمدن پر اس کے اثرات: ایک تحقیقی مطالعہ

Dr. Muhammad Shah, Prof. Dr. Saeed Ur Rahman

[1] Darghah Hazrat Makhdoom Abdul Rasheed Haqqani, Headmaster Govt. Elementary School 2-M.R Multan. Corresponding author Email: dr.muhammadshahmakhdoom@gmail.com
https://orcid.org/0009-0003-4007-6800
[2] Dean, Faculty of Humanities and Head of the Department of Islamic Studies, University of Southern Punjab Multan. Ex-Chairman, Department of Islamic Studies BZU Multan. Email: saeedurrehman@isp.edu.pk

*DOI: **https://doi.org/10.70670/sra.v4i1.2410***

Abstract
Shaikh Baha-u-Din Zakariyya Multani (566-666 Ah) was one of the most influential Sufi scholars whose reformative vision transcended the conventional boundaries of mysticism and profoundly shaped the religious, educational, social, economic, and political development of the Indian Subcontinent. This study examines his multidimensional contributions within the framework of the Suhrawardi Order through historical and analytical methods. It argues that Shaikh Baha-u-Din Zakariyya Multani successfully integrated Sharīʿah and Ṭarīqah, presenting a balanced model of Islamic spirituality that harmonized religious devotion with active social engagement. The study highlights his establishment of an integrated khānqāh-based educational system that combined religious scholarship with spiritual training, moral discipline, and intellectual development. It further explores his emphasis on lawful livelihood, trade, craftsmanship, and economic self-reliance, which transformed the social and economic role of Sufi institutions. His spiritual authority also influenced rulers and political elites, fostering ethical governance and strengthening the relationship between religion and public life. Through his disciples and institutional network, the Suhrawardi tradition significantly contributed to the dissemination of Islam and the consolidation of Islamic learning across the Indian Subcontinent. The study concludes that Shaikh Baha-u-Din Zakariyya Multani was not merely a Sufi saint but a visionary reformer, educator, institution-builder, and socio-economic thinker whose integrated model of spirituality and social reform continues to represent a significant paradigm in the study of Islamic civilization and South Asian Sufism.

Keywords: Suhrawardi, Sharīʿah and Ṭarīqah, khānqāh, Indian Subcontinent, Islamic civilization, South Asian Sufism

تمہید:

برصغیر میں اسلام کی اشاعت، تہذیبی تشکیل اور فکری ارتقا میں صوفیائے کرام کی خدمات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگرچہ مختلف سلاسلِ تصوف نے اپنے اپنے انداز میں دین اسلام کی دعوت، اصلاحِ معاشرہ اور تزکیۂ نفس کا فریضہ انجام دیا، تاہم سلسلۂ سہروردیہ کو اس اعتبار سے امتیازی مقام حاصل ہے کہ اس نے روحانیت کو معاشرت، معیشت، تعلیم اور سیاست سے ہم آہنگ

کرتے ہوئے ایک متوازن اسلامی معاشرے کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس سلسلے کے عظیم پیشوا حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے نہ صرف تصوف کو خانقاہی حدود سے نکال کر عملی زندگی سے مربوط کیا بلکہ شریعت وطریقت کے حسین امتزاج کے ذریعے ایک ایسے فکری و عملی نظام کی بنیاد رکھی جس کے اثرات صدیوں تک اسلامی دنیا، خصوصاً برصغیر، پر نمایاں رہے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے اپنی خانقاہ کو محض عبادت گاہ نہیں بلکہ تربیت گاہ، درسگاہ، دعوت گاہ اور سماجی اصلاح کے مؤثر مرکز میں تبدیل کیا، جہاں روحانی تربیت کے ساتھ دینی علوم، اخلاقی اقدار، رزقِ حلال، تجارت، ہنرمندی اور معاشی خودکفالت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ نے حکمرانوں، امراء، علماء، تاجروں اور عوام الناس کے ساتھ مثبت تعلقات استوار کرکے اسلام کی ایسی عملی تعبیر پیش کی جس میں دین اور دنیا ایک دوسرے کی تکمیل کرتے نظر آتے ہیں۔

زیرِ نظر تحقیق حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی ان ہمہ جہت خدمات کا تاریخی و تحقیقی جائزہ پیش کرتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ آپ کی دعوتی، تعلیمی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی اصلاحات نے نہ صرف برصغیر میں اسلامی تہذیب کے استحکام میں بنیادی کردار ادا کیا بلکہ آپ کے تربیت یافتہ خلفاء اور مبلغین کے ذریعے اسلام کے عالمگیر فروغ میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آٹھ صدیوں کے بعد بھی آپ کی علمی، روحانی اور اصلاحی میراث مختلف خانقاہوں، مدارس اور سماجی اداروں کی صورت میں زندہ اور مؤثر دکھائی دیتی ہے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے حالات زندگی:

غرض یہ حضرت بہاء الدین الدین زکریا ملتان دنیائے معرف کی وہ عظیم ہستی ہے کہ جس نے اپنے علم عمل سے اپنے کردار اور اپنی سوچ سے نہ صرف اسلام کو تقویت دی بلکہ راہ سلوک میں بھٹکے لوگوں کی راہنمائی کیلئے فیض کے دریا بہادیے۔ یہی نہیں بلکہ جب روحانی علوم سکھانے کا مرحلہ آیا تو علم شریعہ کو بال دوست رکھا۔ جب طریقت کی بات کی تو شریعت کو مقدم رکھا اور دنیا سے دوری اختیار کرنے کی بجائے دنیا پر حاوی رہ کر زندگی گزاری۔

ضیاء الدین برنی کے مطابق سالکوں اور خداطلبوں میں آپ کو "سفید باز" کے نام سے یاد کیا جاتا اس کا مطلب یہ کہ جس نے بھی ان سے خود کو باندھ لیا وہ خدا تک پہنچ گیا۔[i]

جامع الکرامات کے مطابق حضرت شیخ وجیہہ الدین محمد غوث کے حضرت فاطمہ بنت شیخ شرف الدین عیسی گیلانی (573ھ) کے عقد (563ھ) کے تین سال بعد (566ھ) ان کے بطن سے فرزند پیدا ہوئے جن کا نام بہاء الدین رکھا گیا۔ اس کے چار سال بعد (570ھ) بیٹی ہوئی جس کا نام کمال بی بی رکھا گیا۔[ii]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی پیدائش شب جمعہ 27 رمضان المبارک 566ھ لیلتہ القدر صبح صادق بمقام کوٹ کروڑ ہوئی۔[iii] بعض روایات میں 565ھ بھی ملتا ہے۔[iv]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کی سات برس کی عمر (۵۷۳ھ) میں سات قراتوں سے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ کے استاد نصیر الدین بلخی تھے۔[v] منبع البرکات فاری قلمی نسخے میں یہ عبارت ہے۔ شیخ بہاء الدین حفظ قرآن مجید باھفت قرآت در کوٹ کروڑ از مولانا نصیر الدین بلخی حاصل کرو۔[vi] جس کے مطابق آپ کے کوٹ کروڑ میں ہی مولانا نصیر الدین بلخی سے سات قراتوں سے قرآن حفظ کیا اس دوران جب عمر مبارک سال تھی تو والد (577ھ) فوت ہو گئے۔ آپ 579ھ میں ملتان آئے اور نامور اساتذہ سے علوم حاصل کیے۔ آپ 581ھ میں خراسان تشریف لے گئے۔ سات سال وہاں مختلف علوم پر دسترس حاصل کی۔ پھر 588 میں بخارا تشریف لے گئے اور مختلف علوم شریعہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد اجتہاد کے درجے کو پہنچ گئے۔ یہی سے آپ نے علم الاخلاق اور روحانی علوم پر توجہ دی۔ اس زمانے میں آپ کی کمال درجہ عفت اور قابلیت کے سبب لوگ آپ حضرت بہاء الدین فرشہ پکارنے لگے بخارا میں آپ کے علم و کردار نے آپ کی شہرت کی بلندیوں تک پہنچادیا۔ یہی وہ دور ہے جب آپ نے روحانیت کی اعلیٰ منزلیں طے کیں زہد و تقوی میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ اسی دور میں آنحضرت ﷺ نے حضرت سید شہاب الدین سہروردی (م632ھ) کو خواب میں زیارت کرا کے بہاء الدین زکریا کا تعارف کرایا۔[vii]

آپ نے اپنی زندگی کے اس دور میں آپ نے تمام ظاہری علوم شرعی پر مکمل دسترس حاصل کر کی تھی اور بے شمار ایسے صاحب کمال اساتذہ سے علم و فضل حاصل کیا کہ جو اپنے وقت کے نامور علماء اور مشائخ سے شمار ہوتے تھے نور احمد خان فریدی بتاتے ہیں کہ ایسے 4 با کمال اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر کے سند حاصل کی کہ جو علم فضل اور زہد و تقوی میں اپنی مثال آپ تھے۔ خراسان میں تقریبا 7 سال اور بخارا میں تقریباً 8 سال کا عرصہ آپ نے گزارا۔ اس دوران آپ کے پاس 2 ہزار سے زائد کتب جمع ہو چکی تھیں۔[viii]

روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کے دوران بہت کچھ حاصل کیا اور وہاں سے بیت المقدس تشریف لے گئے جہاں انبیاء کی قبور کی زیارت کی اور پھر مرشد کی تلاش میں آپ کو بغداد لے آئی۔

اب انتظار تھا کہ کس دن مرشد کا کرم ہو اور خرقہ خلافت عطا کریں۔ رات کو عبادت سے فارغ ہو کر سوئے تو قسمت جاگ گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کی زیارت کر لی دیکھا کہ بہت سے فرقے لکھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شہاب الدین (مرشد) بھی موجود ہیں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاں فرقہ لاؤ جب لایا جاتا ہے تو شہاب الدین سہروردی سے فرماتے ہیں کہ بہاء الدین کو پہنادو صبح ہوئی تو مرشد نے بلایا دیکھا تو وہی منظر تھا خرقے لٹکے ہوئے تھے اور ایک فرقہ لایا گیا حضرت شہاب الدین سہروردی نے یہ کہتے ہوئے عطا کیا کہ یہ نبی کریم ے سے حضرت علی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اور عطا کر دیا۔[ix]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م666ھ ملتان) مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (632ھ بغداد) مرید حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی (م563ھ بغداد) مرید حضرت شیخ قاضی وجیہہ الدین (462ھ بغداد) مرید حضرت ابو محمد عمویہ (373ھ بغداد) مرید حضرت شیخ محمد اسود دینوری (م340ھ سمرقند) مرید حضرت شیخ ممشاد دینوری (م299ھ بغداد) مرید

حضرت شیخ جنید بغدادی (م 297ھ بمطابق 910ء بغداد) مرید حضرت شیخ سری سقطی (م 253ھ بغداد) مرید حضرت شیخ معروف کرخی (م200ھ بغداد) مرید حضرت شیخ داؤد طائی (م 165ھ بغداد) مرید حضرت شیخ حبیب عجمی (م156ھ بغداد) مرید حضرت خواجہ حسن بصری (م 100ھ بصرہ) مرید حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم (شہادت 40ھ نجف) مرید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (وصال مبارک 11ھ مدینہ منورہ۔ بغداد میں آپ نے اپنے قیام کے سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حاصل کیا۔[x]

جب رخصت ہونے لگے تو مرشد نے از راہ محبت ایک انار کہ جس کے کچھ دانے نکلے ہوئے تھے دیا لیتے ہوئے ایک دانہ نیچے گر گیا تو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے اٹھا کر کھالیا اس پر شہاب الدین نے فرمایا کہ بہاء الدین یہ دنیا تھی میں نے چاہا کہ تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے مگر تو نے کھالیا۔ اب دین و دنیا تجھے نصیب ہونگے اور حکم دیا کہ ملتان میں جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔[xi]

جب بہاء الدین زکریا ملتان کی طرف چلے تو ابھی غزنی کے مضافات میں تھے کہ معلوم ہوا کہ ملتان کے فرمانروا ناصر الدین قباچہ (دور اقتدار 1202ء تا 1227ء) اور غزنی کے خلیجوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی ہے۔ حضرت ایک کوہستانی مقام (غالباً یہ مقام ڈیرہ اسمعیل خان کے علاقہ میں ہے) پر تشریف لے گئے یہاں سے قباچہ کی سرحد شروع ہوتی تھی کچھ عرصہ احتیاط کے طور پر یہی عبادت وریاضت میں لگے رہے ہزاروں فاسق وبدکار آپ کی توجہ سے صراط مستقیم پر چلے۔ اطلاعات ملتی رہیں کہ جنگ کا رخ ملتان کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد حالات کنٹرول ہوئے تو اس مقام کو چھوڑا اور ملتان کی طرف بڑھے۔[xii]

614ھ میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتان میں داخل ہوئے مخدوم عبد الرشید حقانی منتظر تھے۔ ایک عرصہ کی جدائی تھی دیکھتے ہی دیکھتے بغلگیر ہو کر چشمان کرم پر آب ہو گئی۔ حضرت بہاء الدین زکریا والدہ کی یاد میں روئے اور فاتحہ خوانی کی۔ کچھ دنوں میں بزرگوار کی وصیت کے مطابق رشیدہ بانو عرف بصراں بی بی کا نکاح حضرت بہاء الدین زکریا سے ہو گیا۔ اموال اور خزائن جو صدیوں سے چلے آرہے تھے اور مخدوم عبد الرشید حقانی بحیثیت امین ان کی نگہداشت کر رہے تھے غوث العالمین کے سپرد کیے اور حجاز مقدس جانے کی اجازت طلب کی۔ چارو نا چار بہاء الدین زکریا نے جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت رشیدہ بانو کے بطن سے حضرت بہاء الدین زکریا کے سات فرزند ہوئے۔[xiii]

بہاء الدین زکریا نے یہاں پر عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی ساتھ طالبان حق کیلئے خانقاہ تعمیر کی۔ بہاء الدین زکریا کے مدرسہ بھائیہ میں سرہزار افراد علم کی روشنی لیکر پورے ہندوستان میں پھیل گئے۔ اور اسی طرح آپ کی خانقاہ سے لاکھوں تشنگان حق فیض پاتے رہے انہیں فرزندان حق کی بدولت اسلام مغربی پنجاب اور سندھ تک پھیل گیا۔

حضرت بہاء الدین زکریا نے سو سال کے قریب عمر طویل پائی لیکن ان کی زندگی میں جو قابل رشک بات ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کی جسمانی صحت آخری لحات قابل رشک رہی۔ حضرت زندگی بھر بیمار نہ ہوئے۔ اور یہاں تک کہ آپ کے سر میں بھی کبھی درد نہ ہوا۔[xiv] حضرت بہاء الدین زکریا نے اور کئی سلاطین کا زمانہ دیکھا۔ صفر 666ھ بروز جمعرات نماز عصر کے بعد حجرہ میں تشریف

لے گئے شیخ صدرالدین عارف (615ھ تا684ھ) دروازے پر کھڑے تھے آپ عبادت میں مشغول تھے اور ایک نورانی شکل میں بزرگ آئے ہاتھ میں رقعہ تھا۔ شیخ صدرالدین عارف سے کہا کہ اس کو بہاء الدین زکریا تک پہنچا دو۔ اس کا عنوان دیکھا تو حالت متغیر ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ تحریر تھا:

ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔۔۔۔۔[xv]

سن وفات میں اختلاف ہے بعض مورخین کے نزدیک 661ھ[xvi]، بعض نے 665ھ[xvii] اور بعض نے 666ھ بتائی ہے۔[xviii] مگر 7 صفر کو وصال فرمایا اس پر مورخین کا اتفاق ہے۔ خانقاہ پر یہ عبارت کندہ ہے خانقاہ حضرت غوث العالمین بہاء الدین زکریا 7 صفر 666ھ۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے آپ کے وصال کے وقت اجودھن (پاکپتن) میں ارشاد فرمایا میں نے ابھی دیکھا ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریا کی روح ہزاروں فرشتوں کے جھرمٹ میں آسمان کی طرف لے جائی جا رہی ہے اور شہاب الدین سہروردی اس کے آگے آگے ہیں۔ اسی دن حضرت بہاء الدین زکریا کا انتقال ہوا۔[xix]

آپ کا عرس مبارک ہر سال 5، 6، 7 صفر المظفر کو بڑی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی اصلاحی خدمات:

1۔ قرامطہ کی ملحدانہ تعلیم اور اثرات کا خاتمہ

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی دینی وروحانی خدمات بے شمار ہیں ہم یہاں ان کی چیدہ چیدہ خدمات کا تذکرہ کریں گے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمات میں سے سب سے اہم دینی خدمت جیسے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جانا چاہیے وہ ہے قرامطہ کے اثر ورسوخ کا خاتمہ۔ آپ کے زمانے میں حاکم ناصر الدین قباچہ (دور اقتدار 1202 تا 1227ء) ست اور بے پرواہ تھا اور قرامطہ کی ملحدانہ تعلیم غیر شعوری طور پر عوام کے قلب ودماغ پر چھائی جا رہی تھی۔ شہروں کے مقابلے میں دیہات اس مرض کا زیادہ شکار ہو رہے تھے۔[xx] سندھ میں خانوادہ سومرو کی حکومت تھی۔ جو قرامطہ تھے اس طرح پنجاب کے کئی قبائل ابھی تک غیر مسلم تھے اور پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں سادہ لوگ قرامطہ کی ملحدانہ تعلیم کا بھرپور اترے رہے تھے۔ قرامطہ اپنی تعلیم کا جال سادہ لوح دیہاتوں سے لے کر حکمران طبقہ تک پھیلا رہے تھے۔[xxi] قرامطہ عبد اللہ میمون ایرانی کے پیروکار تھے۔ عبد اللہ کا مرید احمد قرامطہ نے قرامطہ کی ترویج کیلئے کافی کام کیا۔ اس فرقے نے 290ھ میں شام پر حملہ کر کے قبضہ کیا۔ 311ھ میں بصرہ اور کوفہ تک پہنچا۔ 319ھ میں مکہ مکرمہ پر قابض ہو گئے پھر ساتویں صدی تک اپنی تعلیمات کے ساتھ پنجاب اور سندھ میں پھیل چکے تھے۔ انہوں نے ادیان عالم کو مٹانے کا عزم کر رکھا تھا۔ ان کی تعلیمات درج ذیل تھیں۔ (۱) فرائض نماز میں ۲ رکعت طلوع آفتاب اور ۲ رکعت غروب آفتاب ہی فرض ہیں۔ (۲) کعبۃ اللہ کی بجائے بیت المقدس قبلہ ہے۔ (۳) شراب حلال ہیں۔ (۴) جنابت سے غسل لازم

نہیں۔(۵) جمعہ کی جگہ اتوار افضل ہے۔ وغیرہ۔[xxii] اگرچہ قرامطہ فرقے کو حکمرانوں نے دبانے کی بہت کوشش کی مگر ان کی جڑئیں سادہ لوحد یہاتوں میں تھیں۔ حضرت بہاء الدین زکریا نے قرامطہ کے اثر ونفوذ کو مٹانے کیلئے اور نسل انسانی کو اسلام سے روشناس کرانے کیلئے ایک منصوبہ تیار کیا۔ واعظین اور مبلغین کی کئی جماعتیں تیار کیں اور انہیں ایک ترتیب سے روانہ کیا۔ سندھ، کشمیر، دہلی اور پنجاب میں لاتعداد جماعتوں نے سفر کیالوگوں کو قرامطہ کے بڑے عقائد اور اسلام سے روشناس کرایاہر بیس میل پر قیام گاہیں تعمیر کیں سال کے خاتمے پر نتائج تشکیل دیے جاتے اس طرح بہت کم وقت میں قرامطہ کے اثرات ختم ہو گئے۔ اور لوگوں میں اسلام نے جگہ بنائی۔ یہ جماعتیں اور نظام حضرت بہاءالدین زکریا(م666ھ) کی وفات کے بعد بھی جاری رہا۔[xxiii]

2۔ اسلام کی ترویج واشاعت کیلئے اسفار اور جماعتوں کا نظام

حضرت بہاءالدین زکریا کی تبلیغ اسلام میں بہت خدمات ہیں۔ ملتان کو جائے قیام بنانے کے بعد حضرت شیخ بہاءالدین زکریا طالبان حق کے ساتھ ملک کر اطراف میں لوگوں کی ہدایت کیلئے بہت توجہ دی آپ کے تیار کردہ بے شمار مبلغین اطراف میں اسلام کی اشاعت کیلئے نکلے۔[xxiv] آپ کے مدرسے میں واعظین اور مبلغین کی خاص تربیت ہوئی علم وکردار میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب یہ فرشتہ صفت مبلغین برصغیر کے طول وعرض میں پھیلے تو اسلام کا بول بالا ہوتا گیا۔ واعظین نے نا صرف برصغیر کے کونے کونے بلکہ بیرون ملک جاوا، سماٹرا، انڈونیشیاء، فلپائن، خراسان اور چین تک اسلام کی روشنی پھیلائی۔[xxv] واعظین کو ان ممالک کی تہذیب و ثقافت کی خاص تعلیم دی جاتی ان کی روانگی پر سامان تجارت دیا جاتا تاکہ اپنی روزی کا وسیلہ خود بن سکیں۔[xxvi]

ڈاکٹر شمیم محمود زیدی لکھتی ہیں:

> "شیخ بہاء الدین زکریا واعظوں اور مبلغین کے مختلف گروہ سندھ، مکران، کشمیر، دہلی اور افغانستان کیلئے روانہ کرتے یہ گروہ سال کے خاتمے پر واپس آکر کارکردگی کی رپورٹ دیتے۔ حضرت ان کی ضروریات زندگی اور خرچ تجارت کا سامان دیتے تاکہ وہ اس کے ذریعے گزر بسر کریں۔ یہ گروہ جو اب تک سنگ اور جماعتوں کے نام سے مشہور ہیں پانچ پانچ سو کی تعداد میں ہوتے جہاں ضرورت ہوتی حضرت بہاءالدین زکریا بھی ساتھ تشریف لے جاتے آپ اکثر موسم گرما میں سرحد، کشمیر اور افغانستان، بخارا اور نیشاپور کی طرف سفر فرماتے۔ اور موسم سرما میں پنجاب اور سندھ کی طرف خلفاء اور مریدین کے ساتھ سفر فرماتے۔"[xxvii]

ان اسفار کا اولین مقصد دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کا پیغام پہنچانا۔ لوگوں کے عقائد باطلہ کا رد اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش۔ حضرت بہاءالدین زکریا کی زندگی کے کئی سو سال بعد تک ان اسفار کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ مگر فرق اتنا ہے

کہ پہلے صالح قیادت تھی اب یہ سنگ چلتے ہیں تبلیغ اسلام کا کام تو نہیں کرتے مگر مزارات کی زیارتیں کرتے جاتے جہاں پڑاؤ کرتے وہاں میلے کا سماں ہوتا ہے۔ جو حضرت بہاء الدین زکریا کے مشن کے بالکل برعکس کردار ہے۔ دوکانیں فلم تھیٹر وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ جو جماعتیں مکران، بلوچستان اور سندھ سے ٹکتی ہیں وہ ذکر اللہ سے سرشار ہوتی ہیں اور چند یوم حضرت زکریا کے آستانے پر گزار کر واپس چلے جاتے ہیں یہ لوگ سندھ کے جنوبی اضلاع سے ہی پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے ہاتھ میں لاٹھی ضرور رکھتے ہیں۔ جب تک سکھوں نے ملتان پر حملہ کر کے اپنا تسلط برقرار رکھا تو یہ سرگرمیاں معطل ہو گئیں۔ انگریزوں کے دور میں اگرچہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی کسی حد تک مل گئی مگر ایسے گروہ کے اسفار پر شک وشبہ کی نگاہ ضرور ڈالی جاتی رہی۔ پاکستان بننے کے بعد سے اگرچہ یہ سرگرمیاں ہو رہی ہیں مگر ان میں کافی کمزوریاں پیدا ہو گئیں نہایت صالح قیادت اور اعلی ترین انتظامات کا فقدان ضرور ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ غوث العالمین کے ارادت منداپنے کردار اور عمل میں تبدیلی سے "المدرسہ البہائیہ" کو دوبارہ زندہ کر دیں۔ اور جس طرح غوث المعالمین بہاء الدین زکریا نے تبلیغی کوششیں کیں۔ اسی طرح منصوبہ بندی آج کے دور میں بھی کی جائے۔

3۔ ملتان میں مدرسہ بہائیہ اور خانقاہ غوثیہ کا قیام اور اس کے اثرات

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی دینی وروحانی خدمات میں ایک اہم حصہ آپ کے قائم کردہ مدرسہ اور خانقاہ کا ہے آپ کا مدرسہ اپنے وقت کے اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں میں سے ایک تھا۔ یہ سلسلہ سہروردیہ کا ملتان میں سب سے پہلا مدرسہ تھا۔ جو حضرت بہاء الدین نے تعلیم دین ودنیا کیلئے قائم کیا گیا اور اس کے ساتھ خانقاہ کی تعمیر ھی تھی تاکہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ طریقت کے علوم میں بھی خاطر خواہ توجہ دی جائے۔ آپ اس مدرسہ میں بنفس نفیس درس دیا کرتے تھے۔ اس مدرسہ سے ملحق کتب خانہ کا شہرہ ہندوستان بھر میں پھیل چکا تھا۔ وہاں سے ہر شعبہ حیات کے لوگ اپنی علمی تشنگی بجھانے کیلئے ملتان کی طرف کھینچے چلے آتے تھے اس دور میں علوم اسلامیہ میں تدریسی اعتبار سے نمایاں تبدیلی کی گئی۔ فقہ اور اصول فقہ اور اسی طرح منطق کو شامل کیا گیا۔ [xxviii]

اس مدرسہ میں انسانی کمال اور روحانی جلال کے حصول وعروج کی باقاعدہ تعلیم دی جائے اس کے علاوہ ایسے روحانی سنٹر پنجاب اور سندھ میں جگہ جگہ قائم کیے گئے۔ [xxix] یہ مدرسہ ایک اقامتی یونیورسٹی کا درجہ اختیار کر چکا تھا۔ اس مدرسے کے دو شعبہ جات تھے ایک کا کام علماء پیدا کرنا اور دوسرا شعبہ میں واعظین اور مبلغین پیدا ہوتے تھے۔ اس مدرسے میں مختلف علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی ۲۰ سال تک یہ مدرسہ بہاء الدین زکریا کی نگرانی میں چلتا رہا۔ اس مدرسے سے فارغ التحصیل علماء نے برصغیر کے طول وعرض میں مدارس اور خانقاہیں قائم کیں۔ [xxx]

حضرت بہاء الدین زکریا نے جو نظام تعلیم رائج کی وہ اس قدر مقبول ہوا کہ آپ کے وصال کے بعد بھی دو سو سال تک یہی نصاب ملتان میں رائج رہا۔ اس مدرسے میں خطاطی اور جلد سازی کا ہنر بھی سکھایا جاتا محمد بنی جیسا قابل خطاط بھی غوث بہاء الدین زکریا کے زمانے میں اہل ملتان کا استاد رہا اور کئی قابل شاگرد چھوڑے۔ حضرت زکریا کے زمانے میں خط نستعلیق کو بڑا عروج حاصل ہوا۔[xxxi]
حضرت بہاء الدین زکریا کا ایک اور کارنامہ خانقاہ غوثیہ کا قیام ہے۔ اس سے قبل شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی خانقاہ تعمیر کی تھی۔ اور وہاں بے شمار صوفیاء حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔ ملتان میں آپ نے ایک بڑی خانقاہ تعمیر کرائی جس میں درس و تدریس کے شعبہ جات بھی تھے اور صوفیاء کی تربیت کا اعلیٰ انتظام موجود تھا۔ رشد و ہدایت کیلئے یہاں سے جماعتیں تیار کی جاتیں۔ فقراء اور مساکین کی مالی امداد کی جاتی۔ طرح طرح کے کھانے مسافروں اور درویشوں کیلئے پکائے جاتے کہ جیسے شاہی محلوں میں پکائے جاتے ہوں کوئی حاجت مند آپ کی خانقاہ سے خالی ہاتھ نہ جاتا۔[xxxii]

4۔ امراء اور سلاطین کی اصلاح اور تربیت

حضرت بہاء الدین زکریا اپنی خاص قابلیت اور خداداد صلاحیتوں سے وقت کے حکمرانوں کو بھی راہ راست لا کھڑا کیا جس وقت بہاء الدین زکریا شد و ہدایت کا کام کر رہے تھے۔ ان دنوں ملتان کا حکم ناصر الدین قباچہ ایک ترکی جلاد تھا یہ سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے (1202ء) میں حکمران بنا۔ قطب الدین ایبک شمس الدین التمش سے خوش ہو کر اس کو اپنا ولی عہد نامزد کر دیا۔ 1211ء میں التمش کے حکمران بنتے ہی ناصر الدین قباچہ (دور اقتدار 1202 تا 1227ء) اس کی نگرانی میں آ گیا۔ قباچہ ایک آزاد سوچ کا مالک تھا التمش کے خلاف کئی مرتبہ سازش کی جب بہاء الدین زکریا کو اس کی خفیہ سازشوں کا علم ہوا تو التمش کو خط لکھا اور اس میں اس کی خفیہ سازشوں کے بارے میں تفصیل سے لکھ دیا۔ اتفاق سے یہ خط قباچہ کے ہاتھ لگ گیا تو اس نے جلال میں آکر قاصد کو قتل کر دیا اور بہاء الدین زکریا کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب آپ پہنچے تو جاہ جلال اور رعب اور دبدبہ کی تاب نہ لا کر معذرت کرنے لگا۔[xxxiii] اندر ہی اندر اس کے دل میں حضرت بہاء الدین زکریا کا جاہ و جلال گھر کر تا گیا ایک دن حضرت بہاء الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے دل میں سوچا کہ حضرت کا امتحان لیا جائے۔ چنانچہ پوچھا کہ ولی کی شناخت کیسے ہوتی ہے۔ اس وقت ایک مکھی قباچہ کے ناک پر آ بیٹھی۔ سلطان قباچہ اسے بار بار ہٹاتے اور وہ بار بار بیٹھ جاتی۔ حضرت بہاء الدین زکریا نے ارشاد فرمایا کہ ولی کی شناخت یہ ہے کہ اس پر کبھی بھی نہیں بیٹھتی۔ اس پر قباچہ کھڑا ہو گیا اور دل سے حضرت کا معتقد بن گیا۔[xxxiv]
دہلی کا حکمران سلطان شمس الدین التمش (633ھ) حضرت بہاء الدین زکریا کا بہت معتقد تھا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریا کے عمل و کردار سے متاثر ہو کر مرید بھی ہو گیا۔ ہمیشہ آپ کے حضور دوزانو بیٹھتا اور آپ کی تجاویز کو حکم سمجھ کر قبول کرتا۔[xxxv]

گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین زکریا نے جو کارہائے نمایاں انجام دے ان میں یہ بھی ہے کہ حکمرانوں کو راہ راست پر لا کر نیک اور پرہیز گاری بنا دیا۔

5۔ شیخ بہاء الدین زکریا کی تصانیف اور تربیتی نظام

حضرت بہاء الدین زکریا کی دینی و روحانی خدمات کی اس وقت تک تکمیل نہیں ہوتی جب تک آپ کے ان معروضات اور وسائل کا ذکر نہ کیا جائے کہ آپ دینی و روحانی تربیت کے دوران لکھے۔ حضرت بہاء الدین زکریا کی تصانیف میں "الاوراد" کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہے۔ یہ قدیم ترین قلمی نسخہ 290 صفحات پر مشتمل پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کو محمد میاں صدیقی نے ایڈٹ کیا ہے، اسم میں نمازوں، طعام، غسل، لباس اور سفر کی سنتیں فارسی میں درج ہیں۔۔ دوسرا اہم رسالہ "شروط اربعین فی جلوس المعتکفین" ہے۔ جس میں اعتکاف اور اس کے بنیادی مسائل کیے بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب عربی اور فارسی زبانوں میں مخلوط ہے۔[xxxvi]

اگرچہ آپ کی تصانیف مختصر ہیں مگر آپ کی ان مختصر تصانیف کے باوجود ہزارہا ایسے شاگرد اور مریدین ہیں کہ جنہوں نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی سوچ اور فکر کو آگے رکھ کر مختلف تصانیف لکھیں آپ کی تصانیف کم ہونے کے باوجود آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد ہزاروں میں ہے اور ان کی لکھی گئی کتابیں سرمایہ تصوف میں وہ دینی و روحانی خدمت ہے کہ جس کی بدولت کئی صدیوں تک حضرت بہاء الدین زکریا کی سوچ اور نظام تربیت لوگوں کے ذہنوں میں تازہ رہا۔

شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی خدمات کے اسلامی تہذیب و تمدن پر اثرات:

1۔ حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر کے علمی اثرات

حضرت بہاء الدین زکریا نے ملتان آنے کے بعد یہاں عظیم الشان مدرسہ کو فروغ دیا تو بے شمار لوگ اس سے فیض یاب ہوئے اس مدرسہ میں کہ جس کو مدرسہ بہائیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ نہ صرف ملتان، جنوبی پنجاب بلکہ دور دراز کے دیہاتوں سے طلباء فیضیاب ہوے رہے اور یوں جنوبی پنجاب پر علمی حوالے سے مثبت اثرات مرتب ہوئے اور نا صرف مثبت اثرات مرتب ہوئے بلکہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی عظمت اور مقبولیت میں گراں قدر اضافہ ہو تا چلا گیا اور یوں حضرت بہاء الدین زکریا کی دیکھا دیکھی ملتان کے حکمران ناصر الدین قباچہ نے (آپ کی شہرت اور عظمت سے متاثر ہو کر یا علی اثرات کو محسوس کر کے) ملتان میں ایک اور مدرسہ دارالعلوم کے نام سے قائم کیا۔ یہ مدرسہ بھی اپنی نوعیت کا منفرد مدرسہ تھا جس میں مایہ ناز عالم دین قطب الدین کاشانی کو نگران مقرر کیا گیا اور اس مدرسے میں منطق فلسفہ اور علم الکلام کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا طلباء کی سہولتوں کیلئے قیام اور طعام کا بھی اعلی بندوبست کیا گیا اور یہ سب سرکاری اخراجات پر کیا گیا اس کے لیے ایک عالیشان عمارت تعمیر کی گئی۔ مولانا قطب الدین کا

شانی کے بعد مولانا وجیہہ الدین اس مدرسے کے نگران مقرر ہوئے اور یوں خطہ ملتان اور جنوبی پنجاب کے عوام کے لیے حضرت بہاءالدین زکریا کی خاص فکر کی بدولت علمی حوالوں سے بہت ترقی ملی۔[xxxvii] اور یوں لوگوں کی علمی ترقی کے لیے ملتان میں اعلی درجے کے دو مدارس قائم تھے اور پھر یہی نہیں بلکہ روحانی تربیت کے لیے خانقاہ تھی جس کی سرپرستی بھی حضرت شیخ بہاء الدین زکریا فرماتے۔ انہیں علمی اثرات کی بدولت حضرت شیخ بہاءالدین زکریا کے بے شمر شاگرداور خلفاء کی تعدادبی جنہوں نے جگہ جگہ مدارس قائم کیے اور برصغیر کے طول وعرض میں علمی لحاظ سے مثبت اثرات مرتب کیے آج بھی برصغیر کے مختلف علاقوں میں آپ سے منسوب مدارس کے اثرات ملتے ہیں۔[xxxviii]

حضرت بہاء الدین زکریا کا مدرسہ مذہبی علوم میں جدت کا آئینہ دار تھا اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم کی ترویج میں اپنی انفرادیت کو برقرار رکھے ہوئے تھا اس میں خطاطی اور اعلی قسم کی بد سازی کا کام بھی تھا قرآن حکیم کی تعلیم کی خاص اہمیت تھی سات قراتوں ساتھ قرآن کے پڑھانے کا اہتمام تھا اور اس کے لیے الگ شعبہ رکھا گیا تھا۔ جس نے آنے والے دور میں بے شمار قاری اور حافظ پیدا کیے۔[xxxix]

2۔ حضرت بہاءالدین زکریا کی فکر اور اس کے اخلاقی اور روحانی اثرات

حضرت بہاءالدین زکریا کے مدرسے کے ساتھ جو خانقاہ قائم کی اس نے بے شمار اولیاء کاملین پیدا کیے آپ کی خانقاہ کے دروازے ہر خاص وعام کے لیے کھلے رہتے اس میں شدید بدکار اور فاسق آتے مگر آپ کے راہ سلوک کی طرف راہنمائی کرتے پر تاثیر بیانات ان کی دنیا بدل دیتے آپ نے معاشرے کے گرے ہوئے لوگوں کو عظمت بخشی آپ نے رزائل اخلاق میں منہمک زندگی گزارنے والوں کی وہ روحانی اصلاح کی کہ جس کی مثال آج تک نہیں ملتی اس ضمن میں ایک واقعہ درج ہے جس سے آپ کے اخلاقی وروحانی اثرات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر نقل فرماتے ہیں کہ میں حضرت بہاءالدین زکریا کی محفل میں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اصحاب واولیاء کے ساتھ میں بھی حاضر تھا۔ ان اولیاء صفت بزرگوں نے حضرت بہاءالدین زکریا سے سوال کیا کہ حضور نظر کیمیا کیسے ہوتی ہے یعنی ایک نظر دیکھنے سے کسی کی دنیا کیسے بدل سکتی ہے؟ حضرت بہاء الدین زکریا نے اپنے خدام کو بلایا اور اشرفیوں اور سونے سے بھری ایک تھیلی خادم کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور بازار سے کوئی کافر قیدی خرید لاؤ۔ وہ خادم چلا گیا اور ہم سب اصحاب اس کے انتظار میں بیٹھ گئے حتی کہ وہ خادم ایک غلام قیدی لے آیا حضرت نے اس کی طرف دیکھا تو وہ کلمہ پڑھنے لگ گیا اس قیدی نے بتایا کہ وہ کافر ہے اور حضرت کے دیکھتے ہی اس کے دل کی دنیا زیروزبر ہو گئی۔ آپ نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور فرمایا کہ اصحاب کو دیکھ یہ تم سے جو سوال کریں اس کا جواب دو۔ بابا فرید فرماتے ہیں کہ ہم سب نے مختلف علوم سے متعلقہ اس سے سوال کئے اور اس نے تشفی بخش جواب دیے بعد میں آپ نے اس قیدی سے فرمایا کہ اب تم ان سے کوئی سوال کرو کہ جو تمہارے

دل میں آئے تو اس نے سوال کیا اور ہم اصحاب اس کا منہ تکتے رہ گئے کہ ہمیں اس کا جواب نہ آتا تھا۔ اسی محفل میں بعض اصحاب تو اس قیدی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس قیدی کی شاگردی کی خواہش کی۔ حضرت بہاء الدین زکریا نے فرمایا کہ دوستو نظر کیمیا ایسے ہوتی ہے کہ پل میں جاہل کو عالم بنادے پل میں کافر کو متقی بنادے۔[xl] یہی وہ عظیم ہستیاں ہیں کہ جنہوں نے اخلاق سے گرے لوگوں کو پل بھر میں اوصاف حمیدہ کا مالک بنا کر معاشرے پر مثبت اخلاقی اور روحانی اثرات مرتب کیے۔ انہیں اولیاء کی مقبولیت لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئی ان اصفیاء نے اپنی زندگیاں اخلاق کے لیے وقف کر دیں۔

حضرت بہاء الدین زکریا نے اخلاقی اور روحانی اعتبار سے خوشگوار تبدیلیاں مرتب کیں آپ نے اعلیٰ پایہ کی روحانی تربیت کی لوگوں کے اندر محاسبہ اور پاکیزگی کو فروغ دیا اور دین اسلام کے اخلاقی اور روحانی ترقی میں خاطر خواہ اضافہ کیا آپ کی طبیعت میں اس قدر کشش تھی کہ لوگ آپ کی طرف کھینچے چلے آتے آپ کی تربیت اور مریدی پر فخر کرتے یہ تھی آپ کی روحانی عظمت اور تربیت کے اثرات ہیں کہ آج تک لاکھوں لوگ پیدل ارو گاڑیوں پر سفر کر کے حضرت کے عرس پر آتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔[xli]

3۔ حضرت بہاءالدین زکریا کی فکر کے سیاست پر اثرات

حضرت بہاء الدین زکریا نے جہاں علمی اور روحانی حوالوں سے مثبت اثرات مرتب کیے وہاں سیاسی حوالوں سے بھی بہت مثبت تبدیلیاں مرتب کیں عادل اور زاہد حکمران شمس الدین التمش کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام کر کے اس کا عرصہ حکمرانی کو طوالت بخشی۔

ملتان کے حکمران ناصر الدین قباچہ جو کہ جلاد مزاج کا آزاد روش رکھنے والا حکمران تھا جس کے دل میں رعایا کی محبت اور رحم نہ تھا اس کو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی تربیت اور انداز تبلیغ سے متاثر کر دیا اور وہی حکمران رعایا پر خاص مہربانیاں کرنے لگا بلکہ حضرت کے سیاسی اثرات میں ناصر الدین قباچہ کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لانے سے اس علاقے پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوئے۔[xlii]
یہی نہیں بلکہ دہلی کے مرکزی حکمران شمس الدین التمش آپ کی کمال درجہ قابلیت اور کردار کی کشش سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور آپ کا معتقد بن گیا۔ یہی وہ حکمران تھا کہ جو راتوں کا جاگتا اور خدا کے حضور گڑ گڑا کر معافی مانگتا، تہجد گزار تھا۔ نماز کا پابند تھا اور عصر کی سنتوں کو بھی کبھی قضا نہ کرتا۔[xliii] یہ وعظیم بزرگ تھے کہ جو شبنم بن کر جگر لالہ میں ٹھنڈک پیدا کر سکتے تھے۔ جو طوفان بن کر حکمرانوں کے دلوں کو ہلا سکتے تھے۔ ان کی قلندری میں شان سکندری تھی تبھی تو سلاطین ان کا دامن پکڑنے میں ذرا برابر تامل نہ کرتے۔

اور بعض روایات میں تو ہے کہ سلاطین پر آپ کے روحانی اثرات اس قدر بڑھ گئے کہ حکمران وقت شمس الدین التمش آپ کا مرید بن گیا۔[xliv] ہمیں اگر چہ اس کے مرید ہونے کی تصدیق کسی اور حوالہ سے نہیں ہو گی مگر اس بات تک مورخین کا اتفاق ہے کہ

التمش حضرت بہاء الدین زکریا کا معتقد ضرور تھا۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین زکریا نے اپنی فکر سے اپنے اور آنے والے دور کے سلاطین پر مثبت روحانی اثرات مرتب کیے۔

4۔ حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر کے معاشی اور معاشرتی اثرات

حضرت بہاء الدین زکریا کے زیر تربیت جو لوگ آئے انہیں نہ صرف اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے فعال بنانے کی کوشش کی گئی بلکہ انہیں معاشی طور پر بھی فعال بنایا گیا۔ آپ نے معاشرے کی سطح پر مثبت اثرات مرتب کرنے کیلئے نہ صرف تبلیغ کا منصب سنبھالا بلکہ اس کیلئے مناسب منصوبہ بندی کر کے ایک نظام کی تشکیل دی کہ جس کا اولین مقصد لوگوں کی اصلاح کر کے ان کی اخلاقی تعمیر کے ذریعے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لانا تھا۔ اور اس وقت تک اخلاقی تعمیر نہیں ہوتی جب تک لوگوں معاشی حوالوں سے بھی اسلام کے زریں اصولوں کے سامنے رکھتے ہوئے ان کے معاش کا بندوبست نہ کیا جائے۔ آپ کے تبلیغی گروہ اپنے نان ونفقہ کا بوجھ کسی کے اوپر نہ ڈالتے تھے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی نگہداشت اور ان کے اخراجات کا بوجھ کسی پر ڈالتے تبلیغی اخراجات کا انتظامات خود سے اس طرح کرتے کہ حضرت بہاء الدین زکریا ان کو کثیر مال دیتے جو تجارت کی غرض سے ہوتا اس سے حاصل ہونے والا منافع وہ مبلغین حضرت بہاء الدین زکریا کو بھی دیتے اور تبلیغی اخراجات اور گھریلو اخراجات میں بھی صرف کرتے۔ یہ گروہ جب کہیں پڑاؤ کرتے تو ہر شخص جو کوئی ہنر جانتا ہوتا وہ اس کام میں لگ کر روزی بھی کماتا اور تبلیغ بھی کرتا اس طرح بزار کپڑوں کی دوکان کھول لیتے، بڑھئی لکڑی کا کاروبار کرتے جانوروں کے بیوپاری اس کام میں لگ جاتے، ان کے پاس سرمایہ اور مال تجارت موجود ہوتا اور جو صرف ہنر جانتے جیسے بڑھئی، نانبائی، بنجارہ، نائی وہ اپنے اپنے کام سر انجام دیتے۔ اس طرح سے ایسی معاشرت تشکیل پائی جاتی لوگوں کو دین اسلام کی اصل روح عبادت دنیا داری والوں سے لگن باقی رہتی۔ رزق حلال کا حصول بھی ممکن بن جاتا۔ [xlv]

حضرت بہاء الدین زکریا نے معاشی اثرات کے ساتھ ساتھ بہتر معاشرتی اثرات بھی مرتب کیے جیسے کہ اس زمانے میں جگہ جگہ قرامطہ کی ملحدانہ تعلیم اور اس کے اثرات پھیل رہے تھے۔ آپ نے ان کو زائل کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور معاشرے کو اس غلاضت سے پاک کیا۔ معاشرے کے امن کیلئے منگولوں کو ایک لاکھ درہم دیے تاکہ معاشرے میں خون خرابہ نہ ہوں معاشرے کا امن قائم رہ سکے۔ [xlvi] اور اس طرح سے حضرت بہاء الدین زکریا نے معاشرے میں معاشرتی برائیوں کے خاتمے، امن کے قیام، اور رزق حلال کے بہتر مواقع پیدا کرنے کیلئے وہ وہ نظام متعارف کرائے کہ جس نے آنے والی کئی صدیوں تک اسی حوالے سے بہت مثبت اثرات مرتب کے۔

ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا اور اس کے آنے والے خلفاء نے معاشرے کے اندر اسلامی ماحول بنانے کیلئے رشد وہدایت کر کے وہ مثبت اثرات مرتب کیے کہ جنھوں نے اس دور کے معاشرے کے لوگوں کے حالات یکسر بدل کر رکھ دیے۔ [xlvii] معاشرے میں مثبت اثرات مرتب کرنے کیلئے یہ اولیاء صفت ہستیاں اپنے پاس آنے والوں میں نیک وبد کا امتیاز نہ کرتے بلکہ

معاشرے کے لوگوں سے رسم رکھتے۔ آنے والوں کو کھانا کھلاتے اور تحفہ تحائف دے کر رخصت کرتے وہ عیسائی راہبوں کی طرح دنیا سے سے الگ تھلگ نہ رہے۔[xlviii] اور یوں جب لوگوں سے ان کا معاشرتی روابطہ بڑھا تو ہندو معاشرت اور تہذیب سے ان صوفیاء کے رابطہ بڑھتے ہی ہندو تہذیب کے لوگ اسلام کی طرف بڑھتے چلے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے معاشرہ اسلامی معاشرے کا روپ دھار گیا۔[xlix]

ان اولیاء کی خانقاہوں میں محبت اور دلسوزی کا ایسا ماحول ملتا کہ لوگ یہاں آکر اپنی تکالیف بھول جاتے اور ان کے دل اولیائے اللہ کے اثرات کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو جاتے۔[l]

اس طرح بہاء الدین زکریا نے معاشرے پر دوررس اثرات مرتب کیے جنہوں نے معاشرے میں اسلامی اقدار کے ناصرف فروغ میں بلکہ اس کو پھلنے پھولنے میں مدد دی۔

5۔ حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر کے مذہب اسلام پر اثرات اور عرس

بہاء الدین زکریا نے معاشرے میں مثبت اقدار کے فروغ کیلئے اثرات مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ مذہب اسلام کی ترویج کیلئے ایسے دوررس اثرات مرتب کیے کہ جس کے آثار آج تک دیکھنے میں آئے ہیں۔

بہاء الدین زکریا وہ عظیم ہستی ہے جنہوں نے اسلام کی اشاعت کیلئے ملتان میں ایسا مضبوط مرکز بنایا جس میں واعظین کو تیار کرنے کا ایک نمایاں شعبہ تھا۔ یہ واعظین علوم شرعی پر مکمل دسترس رکھتے اور انہیں مذہبی حوالے سے اعلیٰ اسناد حاصل ہوتیں۔ یہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ قاری بھی ہوتے نہ صرف یہ بلکہ انہیں بین الاقوامی ضروریات کے پیش نظر وہاں کی زبانوں اور تہذیب و ثقافت کی باقاعدہ طور پر تعلیم دی جاتی۔ آپ کے اس مرکز میں سنسکرت، سندھی، فارسی، بنگالی، عربی، برمی اور چینی زبانوں اور ان علاقوں کی تہذیب و معاشرت سے آگاہی کیلئے انہیں علاقوں سے تعلق رکھنے والے نامور اساتذہ موجود ہوتے۔ گویا جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نظام تشکیل دیا جاتا اسی وجہ سے یہ گروہ در گروہ جہاں بھی گئے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا اور یہی سبب ہے کہ جنوبی پنجاب کے صوفیاء میں ساتویں صدی ہجری کے حوالے سے آج تک جتنی شہرت بہاء الدین زکریا کو ملی اور کس کے نصیب میں نہ آئی۔[li] آپ کے مدرسے سے فارغ التحصیل علماء نے برصغیر کے گوشے گوشے میں جاکر اسلام کی شمع روشن کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ بلکہ بیرون ممالک سفر کر کے اسلام کی روشنی کو پورے عالم میں پھیلانے کی سعی کی ان ممالک میں جاوا، سماٹرا، انڈونیشیاء، فلپائن، خراسان اور چین کے ممالک شامل ہیں اسی طرح مذہبی حوالے سے اسلام کو غیر تہذیب کے اندر نہ صرف سمونے میں بلکہ اس کا تشخص اجاگر کرنے میں اہم کردار اور مثبت اثرات مرتب کیے۔ اور اس کے بعد آپ کے خلفاء نے اس تحریک کو جاری رکھا۔[lii]

آج تک ان تبلیغی مسافروں کے اثرات ہمیں نظر آتے ہیں۔ حضرت بہاء الدین زکریا سے وابستہ یہ جماعتیں آج بھی مکران، سندھ اور بلوچستان سے ذکر اللہ کرتے نکلتی ہیں۔ حمد و نعت اور مدد بہاء الحق کے نعرے لگاتے ہاتھوں میں لاٹھی اور معمولی سامان لیے بہاءالدین زکریا کے مزار تک آتے ہیں اگرچہ حالات یہ بتاتے ہیں کہ مختلف اوقات میں حالات نے ان کو پابند کیا مگر یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اگرچہ اس میں اصل مقصد اور روح وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہوتی جارہی ہے مگر یہ اثرات باقی ہیں۔

اس مرد کامل نے نصف صدی کے عرصے میں اس سرزمین سے قرامطہ کا خاتمہ کیا اور ان کے اثرات کو باطل کر کے اسلام کے ایسے تابندہ نقوش چھوڑے کہ جن کے اثرات آج تک نظر آتے ہیں۔ لاکھوں سرکش اور تند مزاج کافروں کو نور ایمان سے مالامال کیا نہ صرف مالامال کیا بلکہ ان کی روحانی تربیت کر کے اولیاء کی صفوں میں شامل کیا آپ ہی کے اثرات ہیں کہ جنہوں نے اس خطہ میں مسلمانوں کی اقلیت کو اکثریت کا روپ دیا۔ وہ لاکھوں تلواریں جو مجاہدات اسلام سے سالہا سال سے ٹکراتی آرہیں تھیں وہ اسلام کی محافظ بنادیں۔[liii]

پھر ان اولی العزم اولیاء جیسی ہستیاں دوبارہ پیدا نہ ہونے کی وجہ سے تصوف کی حقیقی روح سے بیگانہ ظاہری علوم پر زور دیا جانے لگا۔ ان کی تعلیمات کو بھلا کر ان کے کشف و کرامات کو تصوف کا نام دیا جانے لگا۔ شریعت کو بھول کر طریقت پر زور دیا جانے لگا۔[liv]

ان کاملین اولیاء اللہ کے مزارات پر آج بھی لوگ اہل و عیال کے ہمراہ حاضری دیتے ہیں۔ حضرت بہاء الدین زکریا کے عرس (5، 6، 7 صفر المظفر) کے موقع پر محافل منعقد ہوتی ہیں آپ کی فکر سے لوگوں کو روشناس کرانے کی بھرپور سعی کی جاتی ہے لوگ یہاں آکر اپنی تکالیف بھول جاتے ہیں اور ان نے دل ان اولیاء الہ کے اثرات کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔[lv]

نتائج تحقیق

اس تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی شخصیت محض ایک روحانی پیشوا تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ ایک ہمہ جہت مصلح، داعی، مربی، معلم اور سماجی مفکر تھے۔ آپ نے تصوف کو عملی زندگی سے جوڑتے ہوئے شریعت اور طریقت کے درمیان ایسا متوازن تعلق قائم کیا جس نے اسلامی معاشرے کو فکری، روحانی اور تمدنی استحکام عطا کیا۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے قائم کردہ خانقاہی و تعلیمی نظام نے دینی تعلیم، روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کو ایک مربوط ادارہ جاتی شکل دی، جس کے نتیجے میں ایسے مبلغین اور درویش تیار ہوئے جنہوں نے برصغیر سمیت ایشیا کے مختلف علاقوں میں اسلام کی مؤثر اشاعت کی۔ مزید برآں، رزقِ حلال، تجارت، ہنرمندی اور معاشی خود کفالت پر آپ کی غیر معمولی توجہ نے سہروردی سلسلے کو اقتصادی طور پر مضبوط اور سماجی طور پر فعال بنایا، جس کے دوررس اثرات کئی صدیوں تک برقرار رہے۔

یہ تحقیق اس امر کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے حکمرانوں اور ریاستی اداروں کی اخلاقی و روحانی تربیت کے ذریعے سیاست میں عدل، دیانت اور دینی شعور کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی اصلاحی حکمتِ عملی نے مذہب، معاشرہ، معیشت، تعلیم اور سیاست کے درمیان ایک ایسا متوازن ربط قائم کیا جو اسلامی تہذیب کی جامع فکر کی نمائندگی کرتا ہے۔ لہٰذا یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی خدمات صرف تاریخِ تصوف تک محدود نہیں بلکہ اسلامی تہذیب و تمدن، دعوتِ اسلام، تعلیمی ارتقا، معاشی خود کفالت، سماجی اصلاح اور سیاسی اخلاقیات کے میدانوں میں بھی ایک پائیدار اور ہمہ گیر ماڈل کی حیثیت رکھتی ہیں، جس کی معنویت عصرِ حاضر میں بھی برقرار ہے۔

حوالہ جات

---

i ۔ برنی، ضیاء الدین احمد، تاریخ فیروز شاہی، مترجم سید معین الحق، مرکزی بورڈ لاہور، 1969ء، ص52

ii ۔ قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، فنکار اکیڈمی بہاولپور، 1986ء، ص105

iii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظات جلال الدین بخاری، ص43

iv ۔ گیلانی، سید اولاد علی، مرقع ملتان، جاذب پبلشرز لاہور، 1995ء، ص216

v ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظات جلال الدین بخاری، ص43

vi ۔ قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، ص45

vii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظات جلال الدین بخاری، ص46

viii ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص92

ix ۔ دارا شکوہ، شہزادہ، سفینۃ الاولیا (فارسی)، مترجم محمد علی لطفی، نفیس اکیڈمی کراچی، 1959ء، ص151

x ۔ قاضی جاوید، پنجاب کے صوفی دانشور، ص78

xi ۔ عبد الرحمن منشی، مرآۃ الاسرار، ص137

xii ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص116

xiii ۔ ایضاً، ص118

xiv ۔ ایضاً، ص311

xv ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ نظام الدین اولیاء، ص83

xvi ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص313

xvii ۔ گیلانی، سید اولاد علی، مرقع ملتان، 218

xviii ۔ عبد الحیٔ، مولانا، نزہۃ الخواطر، ص197

xix ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص317

xx ۔ ایضاً، ص119

xxi ۔ سندھی، ڈاکٹر، عبد المجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص362

xxii ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص58

xxiii ۔ ایضاً، ص120

xxiv ۔ داراشکوہ، شہزادہ، سفینۃ الاولیا (فارسی)، ص151

xxv ۔ روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ، بیکن بکس لاہور، ص132

xxvi ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص120

xxvii ۔ زیدی، ڈاکٹر شمیم، احوال آثار بہاء الدین زکریا، خلاصۃ العارفین (فارسی)، مرکز تحقیقات ایران، پاکستان، 1953ء، ص47

xxviii ۔ چشتی، عبد الرحمن، آئینہ ملتان، مطبوعہ اشرف المعارف ملتان، س ن، ص209

xxix ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص120

xxx ۔ روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ، ص132

xxxi ۔ عتیق فکری، نقش ملتان، فکری اکیڈمی ملتان،1982ء، ص454

xxxii ۔ سندھی،ڈاکٹر،عبدالمجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص312

xxxiii ۔ فریدی،نوراحمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص14144

xxxiv ۔ ایضاً، ص127

xxxv ۔ سندھی،ڈاکٹر،عبدالمجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص359

xxxvi ۔ روبینہ ترین،ڈاکٹر، ملتان کی ادبی تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ، ص144

xxxvii ۔ چشتی، عبدالرحمن، آئینہ ملتان، ص210

xxxviii ۔ فریدی،نوراحمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص326

xxxix ۔ عتیق فکری، ہندوستان کی قدیم درس گاہیں، مطبع معارف اعظم گڑھ، ص1936، ص71

xl ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبداللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید، ص64

xli ۔ سندھی،ڈاکٹر،عبدالمجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص364

xlii ۔ فریدی،نوراحمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص127

xliii ۔ صباح الدین عبدالرحمن، ہندوستان کے سلاطین، معارف پریس اعظم گڑھ، انڈیا،1982ء، ص101

xliv ۔ سندھی،ڈاکٹر،عبدالمجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص363

xlv ۔ فریدی،نوراحمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص120

xlvi ۔ شیخ اکرام الحق، آب کوثر، فیروز سنز لاہور،1952ء، ص258

xlvii ۔ ایوب قادری، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ادارہ تحقیق وتصنیف کراچی،1963ء، ص27

xlviii ۔ نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ادارہ ادبیات دہلی،1980ء، ص318

xlix ۔ ہاشمی، فرید آبادی، تاریخ مسلمانانِ پاک وہند، انجمن ترقی اردو کراچی، س ن، ص 61

l ۔ نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص48

li ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص142

lii ۔ روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ، ص132

liii ۔ ایضاً، ص132

liv ۔ صباح الدین عبد الرحمن، بزمِ صوفیاء، مطبع معارف اعظم گڑھ، انڈیا، 1949ء، ص112

lv ۔ نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص48